قرآن کی سیاسی تعلیمات

ابوالاعلیٰ مودودی

۱۔ تصورِ کائنات | سیاست کے متعلق قرآن کا نظریہ اس کے اساسی تصورِ کائنات پر مبنی ہے جسے نگاہ میں رکھنا اس نظریہ کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ فلسفۂ سیاست کے نقطۂ نظر سے اگر اس تصورِ کائنات کا جائزہ لیا جائے تو حسبِ ذیل نکات ہمارے سامنے آتے ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا اور خود انسان کا اور اُن تمام چیزوں کا خالق ہے جن سے انسان اس دنیا میں مستفید ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ (۶: ۷۳)	اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۱۳: ۱۶)	کہو، اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی یکتا ہے سب کو مغلوب کر کے رکھنے والا۔

(بقیہ تفہیم القرآن)

کو بندۂ غرض کہتے ہو جسے کبھی تم نے دولت اور اقتدار اور نام و نمود کے لیے دوڑ دھوپ کرتے نہیں دیکھا ہے، جس کی ساری زندگی مفاد پرستی کے ہر شائبے سے پاک رہی ہے، جس نے ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے لیے کام کیا ہے مگر کبھی اپنی کسی نفسانی غرض کے لیے کوئی بے جا کام نہیں کیا۔

۵۹؎ یعنی تیرا رب کبھی یہ ظلم نہیں کر سکتا کہ نیک انسان کی نیکی ضائع کر دے اور بدی کرنے والوں کو ان کی بدی کا بدلہ نہ دے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً (۴ : ۱)

لوگو، ڈرو اپنے اُس رب سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُس سے اُس کا جوڑا وجود میں لایا اور اُن دونوں سے اُس نے بکثرت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (۲ : ۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب چیزیں پیدا کیں جو زمین میں ہیں۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (۳۵ : ۳)

کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہو؟

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ . . . اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ . . . اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ . . . اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ۔ (۵۶ : ۵۸-۷۲)

کیا تم نے غور کیا، یہ نطفہ جو تم ٹپکاتے ہو اس سے بچہ تم پیدا کرتے ہو یا اس کے خالق ہم ہیں؟ . . . تم نے غور کیا، یہ کھیتی جو تم بوتے ہو اسے تم اُگاتے ہو یا اس کے اُگانے والے ہم ہیں؟ . . . تم نے غور کیا، یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے بادل سے تم برساتے ہو یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ . . . تم نے غور کیا، یہ آگ جو تم سُلگاتے ہو اس کے درخت تم نے پیدا کیے ہیں یا ان کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟

(ب) اپنی پیدا کردہ اس خلق کا مالک، فرمانروا اور مُدبّر و منتظم بھی اللہ ہی ہے:

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى۔ (۲۰ : ۸)

اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کی تہ میں (UNDER GROUND) ہے۔

وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُوْنَ (۳۰ : ۲۶)

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اُس کے مطیعِ فرمان ہیں۔

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۷ : ۵۴)

سورج اور چاند اور تاروں کو اس نے پیدا کیا، سب اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ خبردار رہو، اسی کی خلق ہے اور اسی کی حکمرانی ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ رب العالمین۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ (۳۲ : ۵)

آسمان سے زمین تک دنیا کا انتظام وہ کرتا ہے

(ج) اس کائنات میں حاکمیت ایک اللہ کے سوا نہ کسی کی ہے، نہ ہو سکتی ہے اور نہ کسی کا یہ حق ہے کہ حاکمیت میں اس کا کوئی حصّہ ہو:

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۲ : ۱۰۷)

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ (۲۵ : ۲)

اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۸ : ۷۰)

دنیا اور آخرت میں ساری تعریف اسی کے لیے ہے اور حکم کا اختیار اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (۶ : ۵۷)

فیصلے کا اختیار کسی کو نہیں ہے سوائے اللہ کے۔

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (۱۸ : ۲۶)

بندوں کے لیے اُس کے سوا کوئی ولی وسرپرست نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ (۳ : ۱۵۴)

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اختیار میں بھی کچھ ہے؟ کہو، اختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (۳۰:۴)

اللہ ہی کے ہاتھ اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۵۷:۵)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور سارے معاملات اسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا
تَذَكَّرُوْنَ (۱۶:۱۷)

کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اُس کی طرح ہو سکتا ہے جو پیدا نہیں کرتا؟ تم ہوش میں نہیں آتے؟

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ (۱۳:۱۶)

کیا ان لوگوں نے اللہ کے کچھ ایسے شریک بنا لیے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہو اور اِن پر تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا ہو؟

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا
مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ
.... اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ (۳۵:۴۰-۴۱)

کہو، کبھی تم نے اپنے ٹھیرائے ہوئے ان شریکوں کو دیکھا جنہیں تم اللہ کے سوا (رب کی حیثیت سے) پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے۔ یا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے؟ .... درحقیقت اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ زائل ہونے لگیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا نہیں ہے جو انہیں روک سکے۔

(د) حاکمیت کی جملہ صفات اور جملہ اختیارات صرف ایک اللہ ہی میں مرکوز ہیں، اس کائنات میں کوئی ان صفات و اختیارات کا حامل سرے سے ہے ہی نہیں۔ وہی سب پر غالب ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ بے عیب اور بے خطا ہے۔ سب کا نگہبان ہے۔ سب کو امان دینے والا ہے۔ ہمیشہ زندہ اور ہر وقت بیدار ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر شے چاروناچار اس کی تابع فرمان ہے۔ نفع اور ضرر سب اس کے اختیار میں ہیں۔ کوئی اس کے

سوا اور اس کے اذن کے بغیر نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی اس کے آگے سفارش تک نہیں کر سکتا۔ وہ جس سے چاہے مواخذہ کرے اور جسے چاہے معاف کر دے۔ اس کے حکم پر نظر ثانی کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں اور سب اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے اور کوئی اس کے حکم کو ٹالنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ حاکمیت کی یہ تمام صفات صرف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ (۶ : ۱۸)	وہی اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا ہے اور وہی دانا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۔ (۱۳ : ۹)	پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا جاننے والا، بزرگ اور بالاتر رہنے والا۔
اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ (۵۹ : ۲۳)	بادشاہ، عیب و نقص سے پاک، غلطی سے مبرا، امن دینے والا، نگہبان، غالب، بزور حکم نافذ کرنے والا، کبریائی کا مالک۔
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔ (۲ : ۲۵۵)	ہمیشہ زندہ، اپنے بل پر آپ قائم، نہ اس کو اونگھ آئے نہ نیند لاحق ہو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش کرے؟ جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔
تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۶۷ : ۱)	بڑا بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ۔ (۳۶ : ۸۳)

جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اسی
کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا (۳ : ۸۳)

آسمانوں اور زمین کے سب رہنے والے چار و ناچار
اسی کے تابع فرمان ہیں۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (۱۰ : ۶۵)

طاقت بالکل اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سب
کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا
(۴۸ : ۱۱)

کہو، اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو کون
اس سے تمہیں کچھ بھی بچا سکتا ہے؟ یا اگر وہ تمہیں
نفع پہنچانا چاہے تو کون اسے روک سکتا ہے؟

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَاۗدَّ
لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ
وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ (۱۰ : ۱۰۷)

اگر اللہ تجھے ضرر پہنچائے تو اسے دور کرنے والا
خود اللہ ہی کے سوا کوئی نہیں ہے اور اگر وہ تیرے
ساتھ بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو پھیر
دینے والا بھی کوئی نہیں۔ اپنے بندوں میں سے
جس پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے اور وہ بخشنے
والا مہربان ہے۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ
تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ
لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲ : ۲۸۴)

تم خواہ اپنے دل کی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ،
اللہ اس کا محاسبہ تم سے کرے گا، پھر جسے چاہے
وہ معاف کرے اور جسے چاہے سزا دے، اللہ
ہر چیز پر قادر ہے۔

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ

کمال درجہ کا دیکھنے اور سننے والا، اس کے سوا
کوئی بندوں کا ولی و سرپرست نہیں، اور وہ

اَحَدًا (۱۸ : ۲۶)	اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔
قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا (۷۲ : ۲۲)	کہو، مجھے کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور نہ اس کے سوا میں کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔
وَهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ (۲۳ : ۸۸)	وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں پناہ نہیں دی جا سکتی۔
اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (۸۵ : ۱۳-۱۶)	وہی ابتدا کرتا ہے اور وہی اعادہ کرتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے تخت سلطنت کا مالک اور بزرگ، جو کچھ چاہے کر گزرنے والا۔
اِنَّ اللّٰہَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ (۵ : ۱)	بے شک اللہ جو کچھ چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔
وَاللّٰہُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِہٖ (۱۳ : ۴۱)	اللہ فیصلہ کرتا ہے اور کوئی اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے والا نہیں ہے۔
لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ (۲۱ : ۲۳)	جو کچھ وہ کرتا ہے اس پر کسی کے سامنے وہ جوابدہ نہیں ہے اور دوسرے سب جوابدہ ہیں۔
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِہٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا (۱۸ : ۲۷)	اس کے فرامین کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تو اس کے مقابلے میں کوئی جائے پناہ نہیں پا سکتا۔
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ (۹۵ : ۸)	کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے؟
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (۳ : ۲۶)	کہو، خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے، ساری بھلائی تیرے اختیار میں ہے، تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ (۷ : ۱۲۸)

درحقیقت زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔

۲ - **حاکمیت الٰہیہ** کائنات کے اسی تصور کی بنیاد پر قرآن کہتا ہے کہ انسانوں کا حقیقی فرمانروا اور حاکم بھی وہی ہے جو کائنات کا حاکم و فرمانروا ہے۔ انسانی معاملات میں بھی حاکمیت کا حق اسی کو پہنچتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی انسانی یا غیر انسانی طاقت بطور خود حکم دینے اور فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ البتہ فرق صرف یہ ہے کہ نظامِ کائنات میں تو اللہ کی حاکمیت و فرمانروائی اپنے زور پر آپ قائم ہے جو کسی کے اعتراف کی محتاج نہیں ہے، اور خود انسان بھی اپنی زندگی کے غیر اختیاری حصے میں طبعاً اس کی حاکمیت و فرمانروائی کا اسی طرح مطیع ہے جس طرح ایک ذرّے سے لے کر کہکشانی نظاموں تک ہر چیز اس کی مطیع ہے، لیکن انسان کی زندگی کے اختیاری حصے میں وہ اپنی اِس حاکمیت کو بزور مسلط نہیں کرتا بلکہ الہامی کتابوں کے ذریعے سے، جن میں آخری کتاب یہ قرآن ہے، اُن کو دعوت دیتا ہے کہ شعور و ارادہ کے ساتھ اس کی حاکمیت تسلیم اور اس کی اطاعت اختیار کریں۔ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں کو قرآن میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(الف) یہ کہ کائنات کا رب ہی درحقیقت انسان کا رب ہے اور اُسی کی ربوبیت تسلیم کی جانی چاہیے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .... قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ (۶ : ۱۶۴)

کہو، میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العٰلمین کے لیے ہے ... کہو، کیا اللہ کے سوا میں کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ ہر چیز کا رب تو وہی ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ (۷:۵۴)

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ إِلٰهِ النَّاسِ۔ (۱۱۴: ۱-۳)

کہو، مَیں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے معبود کی۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ۔ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ (۱۰: ۳۱)

کہو، کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ کہو، پھر تم ڈرتے نہیں؟ پھر تو وہ اللہ ہی تمہارا حقیقی رب ہے۔ آخر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے، تم کدھر پھرائے جا رہے ہو؟

(ب) یہ کہ حکم اور فیصلے کا حق اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، اُسی کی بندگی انسانوں کو کرنی چاہیے اور یہی صحیح طریقِ کار ہے:

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّٰهِ (۴۲: ۱۰)

تمہارے درمیان جو اختلاف بھی ہو اس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۱۲: ۴۰)

حکم اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، یہی صحیح دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ (۳: ۱۵۴)

وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ اختیار ہے؟ کہو، اختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے

(ج) یہ کہ حکم دینے کا حق اللہ کو اس لیے ہے کہ وہی خالق ہے:

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ (۷: ۵۴)

خبردار، اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

(د) یہ کہ حکم دینے کا حق اللہ کو اس لیے ہے کہ وہی کائنات کا بادشاہ ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا ... أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (۵: ۳۸-۴۰)

چور مرد اور چور عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو... کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔

(ہ) یہ کہ اللہ کا حکم اس لیے برحق ہے کہ وہی حقیقت کا علم رکھتا ہے اور وہی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے:

عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۲: ۲۱۶)

ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں ناپسند ہو اور وہ تمھارے لیے بہتر ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند ہو اور وہ تمھارے لیے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ - (۲: ۲۲)

اللہ ہی جانتا ہے کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ - (۲: ۲۵۵)

جو کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ باخبر ہے۔ اور اس کے علم میں سے کسی چیز کا وہ احاطہ نہیں کر سکتے بجز ان چیزوں کے جن کا وہ علم دینا چاہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ . . . ذَالِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۲ : ۲۳۲)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدّت کی مدت کو پہنچ جائیں تو انہیں (اپنی پسند کے) شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو . . . یہ تمہارے لیے زیادہ شائستہ اور پاکیزہ طریقہ ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ . . . آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا، فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ (۴ : ۱۱)

اللہ تمہاری اولاد کے معاملہ میں تم کو ہدایت دیتا ہے . . . تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے، اس کو تم نہیں جانتے۔ وراثت کا حصّہ اللہ نے مقرر کر دیا ہے، یقیناً اللہ سب کچھ جانتا ہے اور دانا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ . . . يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۴ : ۱۷۶)

وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہو اللہ کلالہ کے معاملہ میں تمہیں فتویٰ دیتا ہے . . . اللہ تمہارے لیے احکام کی توضیح کرتا ہے تاکہ تم بھٹک نہ جاؤ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (۸ : ۷۵)

اللہ کی کتاب میں رشتہ دار (دوسروں کی بہ نسبت) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں، اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ . . . فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

صدقات تو فقراء کے لیے ہیں . . . یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا قاعدہ ہے اور اللہ سب

حَكِيمٌ۔ (۹ : ۶۰)

کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ . . . كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۲۴ : ۵۸-۵۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے غلام تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں . . . اس طرح اللہ تمہیں احکام کھول کر بتاتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ . . . . ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۶۰ : ۱۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں ان کا امتحان لو . . . یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے معاملات میں فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

۳۔ **اللہ کی قانونی حاکمیت** | ان وجوہ سے قرآن فیصلہ کرتا ہے کہ اطاعت خالصتہً اللہ کی اور پیروی اسی کے قانون کی ہونی چاہیے۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں کی، یا اپنی خواہشات نفس کی پیروی ممنوع ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (۳۹ : ۲)

اے نبی، ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے پس تم دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کرو۔ خبردار، دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ (۳۹ : ۱۱-۱۲)

کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے سر اطاعت جھکا دینے والا میں ہوں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (۱۶:۳۶)	ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور "طاغوت" سے اجتناب کرو[1]۔
وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ (۹۸:۵)	اُن کو کوئی حکم اس کے سوا نہیں دیا گیا کہ یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کریں دین کو اُس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔
اِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ (۷:۳)	پیروی کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اسے چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ (۱۳:۳۷)	اور اگر تو نے اُس علم کے بعد جو تیرے پاس آ چکا ہے اُن کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ تیرا کوئی حامی ہوگا نہ بچانے والا۔
ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۴۵:۱۸)	پھر ہم نے تجھ کو دین کے ایک خاص طریقے پر قائم کر دیا پس تو اسی کی پیروی کر اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر جو علم نہیں رکھتے۔

وہ کہتا ہے کہ اللہ نے انسانی معاملات کو منضبط کرنے کے لیے جو حدیں مقرر کر دی ہیں ان سے تجاوز کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے:

[1] "ہر وہ ہستی جو اللہ کے مقابلہ میں سرکشی کرے اور اللہ کے سوا جس کی بندگی کی جائے، خواہ بندگی کرنے والا اس کے جبر سے مجبور ہو کر اس کی بندگی کرے یا اپنی رضا و رغبت سے ایسا کرے، وہ طاغوت ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ کوئی انسان ہو یا شیطان یا بت یا اور کوئی چیز۔"
(ابن جریر الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۳ ص ۱۳، مطبعۃ الامیریہ، مصر، ۱۳۲۴ھ)

... تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۲ : ۲۲۹)	... یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔
... تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (۶۵ : ۱)	... یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حد سے تجاوز کرے اس نے اپنے نفس پر خود ظلم کیا۔
... وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۵۸ : ۴)	... یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور پابندی سے انکار کرنے والوں کے لیے دردناک سزا ہے۔

نیز وہ کہتا ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف جو حکم بھی ہے نہ صرف غلط اور ناجائز ہے بلکہ کفر و ضلالت اور ظلم و فسق ہے۔ اس طرح کا ہر فیصلہ جاہلیت کا فیصلہ ہے جس کا انکار لازمۂ ایمان ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ (۵ : ۴۴)	اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۵ : ۴۵)	اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۵ : ۴۷)	اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۵ - ۵۰)	کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ	کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لاتے ہیں اُس کتاب پر

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (۴ : ۶۰)

جو تیری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی تھیں، اور پھر چاہتے ہیں کہ فیصلے کے لیے اپنا معاملہ طاغوت کے پاس لے جائیں، حالانکہ انہیں اس کا انکار کرنے کا حکم دیا گیا تھا، شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر گمراہی میں دُور لے جائے۔

۴۔ رسُول کی حیثیت | خدا کا وہ قانون، جس کی پیروی کا اوپر کی آیتوں میں حکم دیا گیا ہے، انسان تک اس کے پہنچنے کا ذریعہ صرف اس کا رسول ہے۔ وہی خدا کی طرف سے اس کے احکام اور اس کی ہدایات انسانوں کو پہنچاتا ہے اور وہی اپنے قول اور عمل سے ان احکام وہدایات کی تشریح کرتا ہے۔ پس رسول انسانی زندگی میں خدا کی قانونی حاکمیت (LEGAL SOVEREIGNTY) کا نمائندہ ہے اور اس بنا پر اس کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے۔ خدا ہی کا یہ حکم ہے کہ رسول کے امر و نہی اور اس کے فیصلوں کو بے چون و چرا تسلیم کیا جائے، حتیٰ کہ ان پر دل میں بھی ناگواری پیدا نہ ہو، ورنہ ایمان کی خیر نہیں ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (۴ : ۶۴)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۴ : ۸۰)

اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (۴ : ۱۱۵)

اور جو کوئی رسول سے اختلاف کرے جبکہ ہدایت اس پر واضح ہو چکی ہو اور ایمان لانے والوں کی روش چھوڑ کر دوسری راہ چلے اسے ہم اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اس کو جہنم

میں جھونکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۵۹ : ۷)	جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس چیز سے روک دے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (۴ : ۶۵)	پس نہیں، تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ (اے نبی) وہ تجھے اپنے باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں بھی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کریں۔

۵۔ بالاتر قانون خدا اور رسول کا حکم قرآن کی رُو سے وہ بالاتر قانون (SUPREME LAW) ہے جس کے مقابلہ میں اہلِ ایمان صرف اطاعت ہی کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جن معاملات میں خدا اور رسول اپنا فیصلہ دے چکے ہیں ان میں کوئی مسلمان خود آزادانہ فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اس فیصلے سے انحراف ایمان کی ضد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔ (۳۳ : ۳۶)	کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو اپنے اُس معاملے میں ان کے لیے کوئی اختیار باقی رہ جائے، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا
وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى	وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور ہم نے اطاعت قبول کی، پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق منہ موڑتا ہے۔ یہ لوگ ہرگز

لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۔

(۲۴ : ۴۷-۴۸)

مومن نہیں ہیں۔ اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق منہ موڑ جاتا ہے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(۲۴ : ۵۱)

ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۶۔ **خلافت** انسانی حکومت کی صحیح صورت قرآن کے مطابق صرف یہ ہے کہ ریاست خدا اور رسول کی قانونی بالادستی تسلیم کر کے اُس کے حق میں حاکمیت سے دست بردار ہو جائے اور حاکمِ حقیقی کے تحت "خلافت" (نیابت) کی حیثیت قبول کرے۔ اِس حیثیت میں اس کے اختیارات، خواہ وہ تشریعی ہوں یا عدالتی یا انتظامی، لازماً اُن حدود سے محدود ہوں گے جو اوپر پیراگراف ۳، ۴ اور ۵ میں بیان ہوتے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ

(۵ : ۴۸)

(اے نبیؐ) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے جو تصدیق کرتی ہے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی اور نگہبان ہے اُن پر۔ پس جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے تم اُس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی میں اس حق سے منہ نہ موڑو جو تمہارے پاس آیا ہے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (۳۸ : ۲۶)

اے داود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تم حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے رستے سے بھٹکا لے جائے

۷- **خلافت کی حقیقت** | اس خلافت کا جو تصور قرآن میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین میں انسان کو جو قدرتیں بھی حاصل ہیں خدا کی عطا اور بخشش سے حاصل ہیں۔ خدا نے خود انسان کو اس حیثیت میں رکھا ہے کہ وہ اس کی بخشی ہوئی طاقتوں کو اس کے دیئے ہوئے اختیار سے اس کی زمین میں استعمال کرے۔ اس لیے انسان یہاں خود مختار مالک نہیں بلکہ اصل مالک کا خلیفہ ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ (۲: ۳۰)

اور یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ (۷: ۱۰)

(اے انسانو) ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور تمہارے لیے اس میں سامان زیست فراہم کیے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ (۲۲: ۶۵)

کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے تمہارے لیے وہ سب کچھ مسخر کر دیا جو زمین میں ہے۔

ہر وہ قوم جسے زمین کے کسی حصہ میں اقتدار حاصل ہوتا ہے، دراصل وہاں خدا کی خلیفہ ہوتی ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (۷: ۶۹)

(اے قوم عاد) یاد کرو جبکہ اللہ نے تم کو قوم نوح کے بعد خلیفہ بنایا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ۔ (۷: ۷۴)

(اور اے قوم ثمود) یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں عاد کے بعد خلیفہ بنایا۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۷: ۱۲۹)

(اے بنی اسرائیل) قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن (فرعون) کو ہلاک کرے اور زمین میں تم کو خلیفہ بنائے اور پھر

دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ (۷ : ۱۲۹)

پھر ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔

لیکن یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت صرف اُسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ یہ مالکِ حقیقی کے حکم کی تابع ہو۔ اُس سے روگردانی کرکے جو خود مختارانہ نظامِ حکومت بنایا جائے وہ خلافت کے بجائے بغاوت بن جاتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا۔ (۳۵ : ۳۹)

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا، پھر جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر وبال ہے اور اللہ کے ہاں کافروں کے حق میں ان کا کفر کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا مگر خدا کے غضب میں، اور کافروں کے لیے ان کا کفر کوئی چیز نہیں بڑھاتا مگر خسارہ۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ... وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ (۸۹ : ۶-۱۱)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے کیا کیا عاد کے ساتھ ۔۔۔ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں پتھر تراشے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے ملکوں میں سرکشی کی؟

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی... فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی (۸۱ : ۱۷-۲۴)

(اے موسیٰ) جا فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے ۔۔۔ فرعون نے کہا کہ میں تمہارا رب برتر ہوں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے

الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ... یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا (۲۴: ۵۵)

کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا... وہ میری بندگی کریں، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔

۸۔ اجتماعی خلافت | اس جائز اور صحیح نوعیت کی خلافت کا حامل کوئی ایک شخص یا خاندان یا طبقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت (COMMUNTY) اپنی مجموعی حیثیت میں ہوتی ہے جس نے مذکورۂ بالا اصولوں کو تسلیم کرکے اپنی ریاست قائم کی ہو۔ آیت ۲۴ : ۵۵ کے الفاظ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ اس معاملہ میں صریح ہیں۔ اس فقرے کی رُو سے اہلِ ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے۔ کسی شخص یا طبقہ کو عام مومنین کے اختیاراتِ خلافت سلب کرکے انہیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے، نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں خدا کی خصوصی خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہی چیز اسلامی خلافت کو ملوکیت، طبقاتی حکومت اور تھیاکریسی سے الگ کرکے اسے جمہوریت کے رُخ پر موڑتی ہے۔ لیکن اس میں اور مغربی تصوّرِ جمہوریت میں اصولی فرق یہ ہے کہ مغربی تصور کی جمہوریت عوامی حاکمیت (POPULAR SOVEREIGNTY) کے اصول پر قائم ہوتی ہے، اور اس کے برعکس اسلام کی جمہوری خلافت میں خود عوام خدا کی حاکمیت تسلیم کرکے اپنے اختیارات کو برضا و رغبت قانونِ خداوندی کے حدود میں محدود کر لیتے ہیں۔

۹۔ ریاست کی اطاعت کے حدود | اس نظامِ خلافت کو چلانے کے لیے جو ریاست قائم ہو گی، عوام اس کی صرف اطاعت فی المعروف کے پابند ہوں گے، معصیت (قانون کی خلاف ورزی) میں نہ کوئی اطاعت ہے اور نہ تعاون۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللہِ ...

اے نبی، جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ (۶۰ : ۱۲)

وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گی . . . اور کسی جائز حکم میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر لو۔

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۵ : ۲)

نیکی اور پرہیزگاری میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا (۷۶ : ۲۴)

ان میں سے کسی گناہ گار اور ناشکرے کی اطاعت نہ کرو۔

۱۰۔ شوریٰ اس ریاست کا پورا کام، اس کی تاسیس و تشکیل سے لے کر رئیس مملکت اور اولی الامر کے انتخاب اور تشریعی و انتظامی معاملات تک، اہل ایمان کے باہمی مشورے سے چلنا چاہیے قطع نظر اس سے کہ یہ مشاورت بلاواسطہ ہو یا منتخب نمائندوں کے ذریعہ ہے۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (۴۲ : ۳۸)

اور ان کا کام آپس کے مشورے سے چلتا ہے۔

۱۱۔ اولی الامر کی صفات اس ریاست کا نظام چلانے کے لیے اولی الامر کے انتخاب میں جن امور کو ملحوظ رکھنا چاہیے وہ یہ ہیں:

(الف) وہ ان اصولوں کو مانتے ہوں جن کے مطابق خلافت کا نظام چلانے کی ذمہ داری ان کے سپرد کی جا رہی ہے، اس لیے کہ ایک نظام کو چلانے کی ذمہ داری اس کے اصولی مخالفین پر نہیں ڈالی جا سکتی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (۴ : ۵۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے اولی الامر ہوں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ

اے لوگو جو ایمان لاتے ہو اپنے سوا کسی دوسرے کو شریک راز نہ

دُوْنِكُمْ (۳ : ۱۱۸)

بنالو[۱]۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً (۹ : ۱۶)

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائیگا حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ اور رسولؐ اور اہل ایمان کے سوا کسی کو اپنے معاملات میں دخیل[۲] نہیں بنایا۔

(ب) یہ کہ وہ ظالم، فاسق و فاجر، خدا سے غافل اور حد سے گزر جانے والے نہ ہوں بلکہ ایماندار، خدا ترس اور نیکوکار ہوں۔ کوئی ظالم یا فاسق اگر امارت یا امامت کے منصب پر قابض ہو جائے تو اس کی امارت اسلام کی نگاہ میں باطل ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى

اور یاد کرو جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور اس نے وہ پوری کر دیں تو رب نے فرمایا میں تجھے لوگوں کا امام بنانے

---

[۱] اصل میں لفظ بِطَانَةً استعمال ہوا ہے۔ الزمخشری (م ۵۳۸ھ/۱۱۴۴ء) نے اس کی تشریح یوں کی ہے: "ایک شخص کا بطانہ اور ولیجہ وہ ہے جو اس کا مخصوص دوست اور چیدہ ساتھی ہو، جس پر اعتماد کر کے وہ اپنے اہم معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتا ہو" (الکشاف، ج ۱، ص ۱۶۲، المطبعة البہیہ، مصر، ۱۳۴۳ھ)۔

[۲] اصل میں لفظ ولیجہ استعمال ہوا ہے جس کی ایک تشریح حاشیہ نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔ دوسری تشریح الراغب الاصفہانی نے کی ہے کہ "ولیجہ ہر وہ شخص ہے جس کو انسان اپنا معتمد بنائے جبکہ وہ اس کے اپنے لوگوں میں سے نہ ہو۔ یہ عرب کے اس محاورے سے ماخوذ ہے کہ فُلَانٌ وَلِيْجَةٌ فِى الْقَوْمِ، یعنی فلاں شخص اس قوم میں گھسا ہوا ہے درانحالیکہ وہ ان میں سے نہیں ہے۔" (مفردات فی غریب القرآن، المطبعة الخیریہ، مصر، ۱۳۲۲ھ)۔

الظّٰلِمِیْنَ - (۲: ۱۲۴)

والا ہوں - ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی ؟ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔[1]

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ - (۳۸: ۲۸)

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان لوگوں کی طرح کر دیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں ؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح کر دیں ؟

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (۱۸: ۲۸)

اور تو اطاعت نہ کر کسی ایسے شخص کی جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کی ہے اور جس کا کام حد سے گزرا ہوا ہے۔

وَلَا تُطِيعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ (۲۶: ۱۵۱-۱۵۲)

اور اطاعت نہ کرو ان حد سے گزر جانے والوں کی جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

---

[1] مشہور حنفی فقیہ ابوبکر الجصاص (م ۳۷۰ھ - ۹۸۰ع) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے پہلے یہ بتاتے ہیں کہ اگرچہ لغت میں امام سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی پیروی کی جائے، خواہ حق میں یا باطل میں، لیکن اس آیت میں امام سے مراد صرف وہ شخص ہے جو اتباع کا مستحق ہو اور جس کی پیروی لازم ہو۔ لہٰذا اس اعتبار سے امامت کے اعلیٰ مرتبے پر انبیاء ہیں، پھر راست رو خلفاء، پھر صالح علماء اور قاضی۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں "پس کوئی ظالم نہ تو نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ نبی کا خلیفہ یا قاضی یا ایسا عہدہ دار ہو جس کی بات کا ماننا امورِ دین میں لازم ہو ..... اس آیت کی دلالت سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق کی امامت باطل ہے اور وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا، اور اگر وہ اپنے آپ کو اس منصب پر مسلط کر دے تو لوگوں پر اس کا اتباع اور اس کی اطاعت لازم نہیں ہے" (احکام القرآن، ج ۱، ص ۸۰-۷۹، المطبعۃ البہیۃ، مصر، ۱۳۴۷ھ)۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ (۴۹ : ۱۳)	تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔

(ج) وہ نادان اور جاہل نہ ہوں بلکہ ذی علم، دانا اور معاملہ فہم ہوں اور کاروبار خلافت کو چلانے کے لیے کافی ذہنی اور جسمانی اہلیت رکھتے ہوں:

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَکُمۡ قِیٰمًا (۴ : ۵)	اپنے اموال، جنہیں اللہ نے تمہارے لیے ذریعۂ قیام بنایا ہے، نادان لوگوں کے حوالے نہ کرو۔
قَالُوۡۤا اَنّٰی یَکُوۡنُ لَهُ الۡمُلۡکُ عَلَیۡنَا وَنَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡکِ مِنۡهُ وَلَمۡ یُؤۡتَ سَعَةً مِّنَ الۡمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰهُ عَلَیۡکُمۡ وَزَادَهٗ بَسۡطَةً فِی الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ۔ (۲ : ۲۴۷)	(بنی اسرائیل نے کہا) اس کو (یعنی طالوت کو) ہم پر حکومت کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا، حالانکہ ہم اس کی بہ نسبت بادشاہی کے زیادہ حق دار ہیں اور اسے مال میں کوئی کشادگی نہیں دی گئی ہے۔ نبی نے کہا اللہ نے اسے تمہارے مقابلہ میں برگزیدہ کیا ہے اور اسے علم اور جسم میں کشادگی دی ہے۔
وَشَدَدۡنَا مُلۡکَهٗ وَاٰتَیۡنٰهُ الۡحِکۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ (۳۸ : ۲۰)	اور (داؤد کی) بادشاہی کو ہم نے مضبوط کیا اور اسے حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت دی۔
قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ (۱۲ : ۵۵)	یوسفؑ نے کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔
وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَی الرَّسُوۡلِ وَاِلٰۤی اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِیۡنَ یَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ مِنۡهُمۡ (۴ : ۸۳)	اور اگر یہ لوگ (افواہیں اڑانے کے بجائے) اس خبر کو رسول تک اور ان لوگوں تک پہنچاتے جو ان میں سے اولی الامر ہیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجاتی جو ان کے درمیان بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۳۹ : ۹)

کہو، کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟

(د) وہ ایسے امانت دار ہوں کہ ذمّہ داریوں کا بوجھ ان پر اعتماد کے ساتھ رکھا جا سکے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (۴ : ۵۸)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے حوالے کرو۔[1]

۱۲۔ دستور کے بنیادی اصول | اس ریاست کا دستور جن بنیادی اصولوں پر قائم ہوگا وہ یہ ہیں:

(الف) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (۴ : ۵۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے اولی الامر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت چھ دستوری نکات واضح کرتی ہے (۱) اللہ اور رسول کی اطاعت کا ہر اطاعت پر مقدم ہونا، (۲) اولی الامر کی اطاعت کا اللہ اور رسول کی اطاعت کے تحت ہونا، (۳) یہ کہ اولی الامر اہلِ ایمان میں سے ہوں (۴) یہ کہ لوگوں کو حکام اور حکومت سے نزاع کا حق ہے، (۵) یہ کہ نزاع کی صورت میں آخری فیصلہ کُن سند خدا اور رسول کا قانون ہے، (۶) یہ کہ نظامِ خلافت میں ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیے جو اولی الامر اور عوام کے دباؤ سے آزاد رہ کر اُس بالاتر قانون کے مطابق جملہ نزاعات کا فیصلہ دے سکے۔

(ب) منتظمہ کے اختیارات لازماً حدودُ اللہ سے محدود اور خدا اور رسول کے قانون سے

[1] اس میں یہ مفہوم شامل ہے کہ ذمّہ داریوں کے مناصب ان لوگوں کے حوالہ کیے جائیں جو ان کے مستحق ہوں" (آلوسی، روح المعانی، ج ۵، ص ۵۸، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۵ھ)

محصور ہوں گے جس سے تجاوز کر کے وہ نہ کوئی ایسی پالیسی اختیار کر سکتی ہے نہ کوئی ایسا حکم دے سکتی ہے جو معصیت کی تعریف میں آتا ہو۔ کیونکہ اس آئینی دائرے سے باہر جا کر اسے اطاعت کے مطالبہ کا حق ہی نہیں پہنچتا (اس کے متعلق قرآن کے واضح احکام ہم اوپر پیراگراف نمبر ۲، ۵ اور ۹ میں نقل کر چکے ہیں)۔ علاوہ بریں یہ تنظیم لازماً شوریٰ یعنی انتخاب کے ذریعہ سے وجود میں آنی چاہیے اور اسے شوریٰ، یعنی باہمی مشاورت کے ساتھ کام کرنا چاہیے جیسا کہ پیراگراف نمبر ۱ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ لیکن انتخاب اور مشاورت، دونوں کے متعلق قرآن قطعی اور متعین صورتیں مقرر نہیں کرتا بلکہ ایک وسیع اصول قائم کر کے اس پر عملدرآمد کی صورتوں کو مختلف زمانوں میں معاشرے کے حالات اور ضروریات کے مطابق طے کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔

(ج) مقننہ لازماً ایک شوروی ہیئت (CONSULTATIVE BODY) ہونی چاہیے (ملاحظہ ہو پیراگراف نمبر ۱) لیکن اس کے اختیاراتِ قانون سازی بہرحال ان حدود سے محدود ہوں گے جو پیراگراف نمبر ۳ و ۵ میں بیان کیے گئے ہیں۔ جہاں تک ان امور کا تعلق ہے جن میں خدا اور رسول نے واضح احکام دیئے ہیں یا حدود اور اصول مقرر کیے ہیں، یہ مقننہ ان کی تعبیر و تشریح کر سکتی ہے، ان پر عملدرآمد کے لیے ضمنی قواعد اور ضابطۂ کارروائی تجویز کر سکتی ہے مگر ان میں ردّ و بدل نہیں کر سکتی۔ رہے وہ امور جن کے لیے بالاتر قانون ساز نے کوئی قطعی احکام نہیں دیئے ہیں، نہ حدود اور اصول متعین کیے ہیں، ان میں اسلام کی اسپرٹ اور اور اس کے اصولِ عامہ کے مطابق مقننہ ہر ضرورت کے لیے قانون سازی کر سکتی ہے، کیونکہ ان کے بارے میں کوئی حکم نہ ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ شارع نے ان کو اہلِ ایمان کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔

(د) عدلیہ ہر طرح کی مداخلت اور دباؤ سے آزاد ہونی چاہیئے تاکہ وہ عوام اور حکام سب کے مقابلہ میں قانون کے مطابق بے لاگ فیصلہ دے سکے۔ اسے لازماً ان حدود کا پابند

رہنا ہوگا جو پیراگراف ۳ و ۵ میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس کا فرض ہوگا کہ اپنی اور دوسروں کی خواہشات سے متاثر ہوئے بغیر ٹھیک ٹھیک حق اور انصاف کے مطابق معاملات کے فیصلے کرے۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (۵: ۴۸)	ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کر اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔
وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ۔ (۳۸: ۲۶)	اور اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ خدا کے راستے سے تجھے بھٹکا لے جائے۔
وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (۴: ۵۸)	اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

۱۳- **ریاست کا مقصد** اس ریاست کو دو بڑے مقاصد کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اول یہ کہ انسانی زندگی میں عدل قائم ہو اور ظلم و جور ختم ہو جائے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ (۵۷: ۲۵)	ہم نے اپنے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان[۱] نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا نازل کیا[۲] جس میں سخت قوت اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔

دوسرے یہ کہ حکومت کی طاقت اور وسائل سے بھلائی اور نیکی کو ترقی دی جائے اور برائی کو دبایا جائے:

اَلَّذِينَ إِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (۲۲: ۴۱)	یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔

۵ حاشیہ بر صفحہ ۲۲۰

۱۴۔ بنیادی حقوق | اس نظام میں رہنے والے مسلم و غیر مسلم باشندوں کے بنیادی حقوق یہ ہیں جنہیں تعدی سے محفوظ رکھنا ریاست کا فرض ہے:

(الف) جان کا تحفظ،

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ (۱۷: ۳۳)	کسی جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ہے حق کے بغیر قتل نہ کرو۔

(ب) حقوق ملکیت کا تحفظ،

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (۲: ۱۸۸-۴: ۲۹)	اپنے مال آپس میں ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ۔

(ج) عزت کا تحفظ،

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ . . . وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ . . . وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (۴۹: ۱۱-۱۲)	کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے . . . اور نہ تم ایک دوسرے کو عیب لگاؤ، نہ ایک دوسرے کو برے لقب دو . . . نہ تم میں سے کوئی کسی کے پیٹھ پیچھے اسکی بدی کرے

(د) نجی زندگی ( ) کا تحفظ،

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا (۲۴: ۲۷)	اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔
وَلَا تَجَسَّسُوْا (۴۹: ۱۲)	اور لوگوں کے بھید نہ ٹٹولو۔

حاشیہ صفحۂ سابق)

لہ میزان سے مراد عدل ہے جیسا کہ مجاہد اور قتادہ وغیرہ مفسرین نے کہا ہے (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۴، ص ۳۱۴، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۳۷)

ٹہ۔ لوہے سے مراد سیاسی قوت ہے" اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ اگر لوگ تمرد اختیار کریں تو ان کے خلاف تلوار کی طاقت استعمال کرنی چاہیے"۔ (الرازی، مفاتیح الغیب، ج ۸، ص ۱۰۱، المطبعۃ الشرفیۃ، مصر، ۱۳۲۴ھ)

(ھ) ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق،

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (۴ : ۱۴۸)

اللہ برائی پر زبان کھولنا پسند نہیں کرتا الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔

(و) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حق جس میں تنقید کی آزادی کا حق بھی شامل ہے،

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (۵ : ۷۸-۷۹)

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی، یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتیاں کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کو برے کاموں کے ارتکاب سے روکتے نہ تھے، بہت بری بات تھی جو وہ کرتے تھے۔

اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْھَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (۷ : ۱۶۵)

ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے اور پکڑ لیا ظالموں کو عذاب سخت میں اس فسق کے بدلے، جو وہ کرتے تھے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (۳ : ۱۱۰)

تم وہ بہترین اُمت ہو جسے نکالا گیا ہے لوگوں کے لیے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(ز) آزادی اجتماع (FREEDOM OF ASSOCIATION) کا حق، بشرطیکہ وہ نیکی اور بھلائی کے لیے استعمال ہو اور اسے معاشرے میں تفرقے اور بنیادی اختلافات برپا کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے،

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ

اور ہونا چاہیے تم میں سے ایک ایسا گروہ جو دعوت دے بھلائی کی طرف اور حکم دے نیکی کا

عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۳: ۱۰۴-۱۰۵)

اور روکے بدی سے۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جو منفرق ہو گئے اور جنہوں نے اختلاف کیا جبکہ ان کے پاس واضح ہدایات آ چکی تھیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

(ح) ضمیر و اعتقاد کی آزادی کا حق،

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (۲: ۲۵۶)

دین میں جبر نہیں ہے۔

أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ (۱۰: ۹۹)

کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں؟

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (۲: ۱۹۱)

فتنہ[۱] قتل سے شدید تر چیز ہے۔

(ط) مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ (۶: ۱۰۸)

یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔

اس معاملہ میں قرآن یہ صراحت کرتا ہے کہ مذہبی اختلافات میں علمی بحث تو کی جا سکتی ہے مگر وہ احسن طریقہ سے ہونی چاہیئے،

لَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۲۹: ۴۶)

اہلِ کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر احسن (FAIR) طریقہ سے۔

(ی) یہ حق کہ ہر شخص صرف اپنے اعمال کا ذمہ دار ہو اور دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری میں اسے نہ پکڑا جائے،

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا

ہر متنفس جو کماتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے اور

---

[۱] فتنہ سے مراد کسی شخص پر تشدد کر کے اسے اپنا دین بدلنے پر مجبور کرنا۔ (ابن جریر۔ ج ۲، ص ۱۱۱)

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (۶: ۱۶۴- ۱۷: ۱۵- ۳۵: ۱۸- ۳۹: ۷- ۵۳: ۳۸)	کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے[1]

(ک) یہ حق کہ کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی ثبوت کے بغیر اور انصاف کے معروف تقاضے پورے کیے بغیر نہ کی جائے،

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۔ (۴۹: ۶)	اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بے جانے بوجھے نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (۱۷: ۳۶)	کسی ایسی بات کے پیچھے نہ لگ جاؤ جس کا تمہیں علم نہ ہو۔
وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ (۴: ۵۸)	اور جب لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

(ل) یہ حق کہ حاجت مند اور محروم افراد کو ان کی ناگزیر ضروریاتِ زندگی فراہم کی جائیں؛

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (۵۱: ۱۹)	اور ان کے مالوں میں حق ہے مدد مانگنے والے کا اور محروم کا۔

(م) یہ حق کہ ریاست اپنی رعایا میں تفریق اور امتیاز نہ کرے بلکہ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے؛

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ ... اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (۲۸: ۴)	فرعون نے زمین میں سر اٹھایا اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کیا جن میں سے ایک گروہ کو وہ کمزور بنا کر رکھتا تھا... یقیناً وہ مفسد لوگوں میں تھا۔

۱۵- باشندوں پر حکومت کے حقوق | اس نظام میں باشندوں پر حکومت کے حقوق یہ ہیں:

---

[1] یعنی ہر قصوروار آدمی جس قصور کا ارتکاب بھی کرتا ہے اس کا وہ خود ذمہ دار ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا ماخوذ نہ ہوگا۔ اور کسی شخص پر اس کے اپنے قصور کے سوا دوسرے کے قصور کی ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی۔ ابن جریر ج ۸، ص ۸۳۔

(الف) وہ اس کی اطاعت کریں،

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (۴:۵۹)	اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔

(ب) وہ قانون کے پابند ہوں اور نظم میں خلل نہ ڈالیں،

لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا	زمین میں فساد نہ کرو اس کی اصلاح ہو جانے
(۷:۸۵)	کے بعد۔
إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ	جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہیں[1] اور
وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا	زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ
أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا ... (۵:۳۳)	قتل کیے جائیں یا صلیب دیئے جائیں...

(ج) وہ اس کے تمام بھلے کاموں میں تعاون کریں،

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (۵:۲)	نیکی اور پرہیزگاری میں تعاون کرو۔

(د) وہ دفاع کے کام میں جان اور مال سے اس کی پوری مدد کریں،

مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا	تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم کو خدا کی راہ میں نکلنے
فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ...	کے لیے کہا جاتا ہے تو تم زمین پر جم کر بیٹھ جاتے ہو
إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَ	اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دیگا اور
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا	تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیگا اور تم اس کا کچھ
... انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا	نہ بگاڑ سکو گے... نکلو، خواہ تم ہلکے ہو یا بھاری اور
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے،
ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (۹:۳۸-۴۱)	یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

---

[1] فقہاء کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد دراصل وہ لوگ ہیں جو رہزنی اور ڈاکہ زنی کریں یا مسلح ہو کر ملک میں بدامنی پھیلائیں (الجصاص، ج ۲، ص ۴۹۳)

۱۶- خارجی سیاست کے اصول | اسلامی ریاست کی خارجی پالیسی کے متعلق جو اہم ہدایات قرآن میں دی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

(الف) عہد و پیمان کا احترام، اور اگر معاہدہ ختم کرنا ناگزیر ہو تو اس سے دوسرے فریق کو خبردار کر دینا،

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا - (۱۷: ۳۴)

عہد وفا کرو، یقیناً عہد کے متعلق بازپرس ہوگی۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا .... وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۱۶: ۹۱-۹۲)

اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم معاہدہ کرو اور قسمیں پختہ کر لینے کے بعد ان کو نہ توڑو ... اور نہ ہو جاؤ اس عورت کی طرح جس نے اپنا ہی محنت سے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان مکر و فریب کا ذریعہ بناتے ہو تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے زیادہ فائدہ حاصل کرے۔ اللہ اس چیز کے ذریعہ سے تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور ضرور وہ قیامت کے روز تمہارے اختلافات کی حقیقت کھول دیگا۔

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (۹: ۷)

جب تک دوسرے فریق کے لوگ تمہارے ساتھ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو یقیناً اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ (۹: ۴)

مشرکین میں سے جن لوگوں کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا پھر انھوں نے تمہارے ساتھ وفا کرنے میں کوئی کمی نہ کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ان کے عہد کو معاہدہ کی مدت تک پورا کرو

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ (۸: ۷۲)

اور اگر (دشمن کے علاقے میں رہنے والے مسلمان) تم سے مدد مانگیں تو مدد کرنا تمہارا فرض ہے، مگر یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں دی جا سکتی جس سے تمہارا معاہدہ ہو۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ۔ (۸: ۵۸)

اور اگر تمہیں کسی قوم سے خیانت (بدعہدی) کا اندیشہ ہو جائے تو ان کی طرف پھینک دو (ان کا عہد) برابری ملحوظ رکھ کر[1] یقیناً اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

(ب) معاملات میں دیانت و راستبازی،

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ (۱۶: ۹۴)

اور اپنی قسموں کو اپنے درمیان مکر و فریب کا ذریعہ نہ بنا لو[2]

(ج) بین الاقوامی عدل،

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (۵: ۸)

اور کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو کہ یہی خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

(د) جنگ میں غیر جانبدار ممالک کے حدود کا احترام،

---

[1] "یعنی تمہارے اور ان کے درمیان جو معاہدہ یا صلحنامہ ہوا تھا اس کے فسخ ہو جانے کی اطلاع انہیں دے دو تاکہ فریقین اس کے فسخ ہونے کے علم میں برابر ہو جائیں، اور اگر تم ان کے خلاف کوئی کارروائی کرو تو فریقِ ثانی اس خیال میں نہ رہے کہ تم نے اس سے بدعہدی کی ہے۔" (الجصاص ج ۳، ص ۸۳)۔

[2] "یعنی دھوکا دینے کی نیت سے معاہدہ نہ کرو کہ فریقِ ثانی تو تمہاری قسموں کی بنا پر تمہاری طرف سے مطمئن ہو جائے اور تمہارا ارادہ یہ ہو کہ موقع پا کر اس سے غدر کرو گے" (ابن جریر، ج ۱۴، ص ۱۱۲)۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ . . . . اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ (۴ : ۹۰)	اور اگر وہ (یعنی دشمنوں سے ملے ہوئے منافق مسلمان) نہ مانیں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں پاؤ . . . . سوائے ان لوگوں کے جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو

(ھ) صلح پسندی،

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (۸ : ۶۱)	اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔

(و) فساد فی الارض اور زمین میں اپنی بڑائی قائم کرنے کی کوششوں سے اجتناب،

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۲۸ : ۸۳)	وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین میں اپنی برتری نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔ نیک انجام پرہیزگار لوگوں کے لئے ہے۔

(ز) غیر معاند طاقتوں سے دوستانہ برتاؤ،

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (۶۰ : ۸)	اللہ تم کو اس بات سے نہیں روکتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے ان کے ساتھ تم نیک سلوک اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(ح) نیک معاملہ کرنے والوں سے نیک برتاؤ،

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (۵۵ : ۶۰)	کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے؟

(ط)، زیادتی کرنے والوں کے ساتھ اتنی ہی زیادتی جتنی انہوں نے کی ہو،

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (۲: ۱۹۴)

پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر بس اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی تھی اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ پرہیزگار لوگوں کے ساتھ ہے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (۱۶: ۱۲۶)

اور اگر بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنا تمہیں ستایا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۴۲: ۴۰-۴۲)

اور برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے جتنی کی گئی ہو۔ پھر جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور وہ لوگ قابل گرفت نہیں ہیں جن پر ظلم کیا گیا ہو اور اس کے بعد وہ اس کا بدلہ لیں۔ قابل گرفت تو وہ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا ہے۔

اسلامی ریاست کی خصوصیات قرآن کے ان ۶ نکات میں جس ریاست کی تصویر ہمارے سامنے آتی ہے اس کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

(۱): ایک آزاد قوم کی طرف سے یہ شعوری عہد اس ریاست کو وجود میں لاتا ہے کہ وہ پوری خودمختاری کی مالک ہوتے ہوئے اپنی مرضی سے خود رب العٰلمین کے آگے سر تسلیم خم کر دے گی، اور اس کے ماتحت حاکمیت کے بجائے خلافت کی حیثیت قبول کر کے ان ہدایات و احکام کے مطابق کام کرے گی جو اس نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعہ سے عطا کیے ہیں۔

(۲) وہ حاکمیت کو خدا کے لیے خالص کرنے کی حد تک تھیاکریسی کے بنیادی نظریہ سے متفق ہے۔ مگر اس نظریے پر عملدرآمد کرنے میں اُس کا راستہ تھیاکریسی سے الگ ہو جاتا ہے۔ مذہبی پیشواؤں کے کسی خاص طبقے کو خدا کی خصوصی خلافت کا حامل ٹھیرانے اور حل و عقد کے سارے اختیارات اس طبقے کے حوالے کر دینے کے بجائے وہ حدود ریاست میں رہنے والے تمام اہلِ ایمان کو (جنہوں نے رب العٰلمین کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کا شعوری عہد کیا ہے) خدا کی خلافت کا حامل قرار دیتی ہے اور حل و عقد کے آخری اختیارات مجموعی طور پر ان کے حوالے کرتی ہے۔

(۳) وہ جمہوریّت کے اس اصول میں ڈیموکریسی سے متفق ہے کہ حکومت کا بننا اور بدلنا اور چلایا جانا بالکل عوام کی رائے سے ہونا چاہیے۔ لیکن اس میں عوام مطلق العنان نہیں ہوتے کہ ریاست کا قانون، اس کے اصولِ حیات، اس کی داخلی و خارجی سیاست، اور اس کے وسائل و ذرائع، سب اُن کی خواہشات کے تابع ہوں، اور جدھر جدھر وہ مائل ہوں یہ ساری چیزیں بھی اسی طرف مُڑ جائیں، بلکہ اُس میں خدا اور رسُول کا بالاتر قانون اپنے اصول و حدود اور اخلاقی احکام و ہدایات سے عوام کی خواہشات پر ضبط قائم رکھتا ہے، اور ریاست ایک ایسے متعیّن راستے پر چلتی ہے جسے بدل دینے کے اختیارات نہ اس کی منتظمہ کو حاصل ہوتے ہیں، نہ عدلیہ کو، نہ مقننہ کو، نہ مجموعی طور پر پوری قوم کو، اِلّا یہ کہ قوم خود اپنے عہد کو توڑ دینے کا فیصلہ کر کے دائرۂ ایمان سے نکل جائے۔

(۴) وہ ایک نظریاتی ریاست ہے جس کو چلانا فطرۃً انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو اس کے بنیادی نظریے اور اصول کو تسلیم کرتے ہوں، لیکن تسلیم نہ کرنے والے جتنے لوگ بھی اس کے حدود میں تابعِ قانون ہو کر رہنا قبول کر لیں انہیں وہ تمام مدنی حقوق اُسی طرح دیتی ہے جس طرح تسلیم کرنے والوں کو دیتی ہے۔

(۵) وہ ایک ایسی ریاست ہے جو رنگ، نسل، زبان یا جغرافیہ کی عصبیتوں کے بجائے

صرف اصول کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ زمین کے ہر گوشے میں نسلِ انسانی کے جو افراد بھی چاہیں ان اصولوں کو قبول کر سکتے ہیں اور کسی امتیاز و تعصب کے بغیر بالکل مساوی حقوق کے ساتھ اس نظام میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس نوعیت کی خالص اصولی ریاست کے لیے ایک عالمی ریاست بن جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ لیکن اگر زمین کے مختلف حصّوں میں بہت سی ریاستیں بھی اس نوعیت کی ہوں تو وہ سب کی سب یکساں اسلامی ریاستیں ہوں گی، کسی قوم پرستانہ کشمکش کے بجائے ان کے درمیان پُورا پُورا برادرانہ تعاون ممکن ہوگا اور کسی وقت بھی وہ متفق ہو کر اپنا ایک عالمگیر وفاق قائم کر سکیں گی۔

(۶) سیاست کو مفاد اور اغراض کے بجائے اخلاق کے تابع کرنا، اور اسے خدا ترسی و پرہیزگاری کے ساتھ چلانا اس ریاست کی اصل رُوح ہے۔ اس میں فضیلت کی بنیاد صرف اخلاقی فضیلت ہے۔ اس کے کارفرماؤں اور اہلِ حل و عقد کے انتخاب میں بھی ذہنی و جسمانی صلاحیت کے ساتھ اخلاق کی پاکیزگی سب سے زیادہ قابلِ لحاظ ہے۔ اس کے داخلی نظام کا بھی ہر شعبہ دیانت و امانت اور بے لاگ عدل و انصاف پر چلنا چاہیے۔ اور اس کی خارجی سیاست کو بھی پوری راستبازی، قول و قرار کی پابندی، امن پسندی، اور بین الاقوامی عدل اور حسنِ سلوک پر قائم ہونا چاہیے۔

(۷) یہ ریاست محض پولیس کے فرائض انجام دینے کے لیے نہیں ہے کہ اس کا کام صرف نظم و ضبط قائم کرنا اور سرحدوں کی حفاظت کرنا ہو، بلکہ یہ ایک مقصدی ریاست ہے جسے ایجابی طور پر اجتماعی عدل اور بھلائیوں کے فروغ اور بُرائیوں کے استیصال کے لیے کام کرنا چاہیے۔

(۸) حقوق اور مرتبے اور مواقع میں مساوات، قانون کی فرمانروائی، نیکی میں تعاون اور بدی میں عدمِ تعاون، خدا کے سامنے ذمّہ داری کا احساس، حق سے بڑھ کر فرض کا شعور، افراد اور معاشرے اور ریاست سب کا ایک مقصد پر متفق ہونا، اور معاشرے میں کسی شخص کو

ناگزیر لوازم حیات سے محروم نہ رہنے دینا، یہ اس ریاست کی بنیادی قدریں ہیں۔

(۹) فرد اور ریاست کے درمیان اس نظام میں ایسا توازن قائم کیا گیا ہے کہ نہ ریاست مختار مطلق اور ہمہ گیر اقتدار کی مالک بن کر فرد کو اپنا بے بس مملوک بنا سکتی ہے، اور نہ فرد بے قید آزادی پاکر خود سر اور اجتماعی مفاد کا دشمن بن سکتا ہے۔ اس میں ایک طرف افراد کو بنیادی حقوق دے کر اور حکومت کو بالاتر قانون اور شوریٰ کا پابند بنا کر انفرادی شخصیت کے لیے نشو و نما کے پورے مواقع فراہم کیے گئے ہیں اور اقتدار کی بے جا مداخلت سے اس کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ مگر دوسری طرف فرد کو بھی ضابطۂ اخلاق میں کسا گیا ہے اور اس پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ قانونِ خداوندی کے مطابق کام کرنے والی حکومت کی دل سے اطاعت کرے، بھلائی میں اس کے ساتھ مکمل تعاون کرے، اس کے نظام میں خلل ڈالنے سے باز رہے، اور اس کی حفاظت کے لیے جان و مال کی کسی قربانی سے دریغ نہ کرے۔

فہرست مآخذ

۱۔ قرآن حکیم۔ آیات کے حوالوں میں پہلا عدد سورتوں کا نمبر ہے اور دوسرا عدد آیات کا نمبر۔

۲۔ ابن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، المطبعۃ الامیریہ، مصر، ۱۳۲۸ھ

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، مطبعہ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۳۷ء

۴۔ آلوسی، روح المعانی، ادارہ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۵ھ

۵۔ الجصاص، احکام القرآن، المطبعۃ البہیۃ، مصر، ۱۳۴۷ھ

۶۔ الرازی، مفاتیح الغیب، المطبعۃ الشرفیہ، مصر، ۱۳۲۴ھ

۷۔ الراغب الاصفہانی، مفردات فی غریب القرآن، المطبعۃ الخیریہ، مصر، ۱۳۲۲ھ

۸۔ الزمخشری، الکشاف، المطبعۃ البہیہ، مصر، ۱۳۴۳ھ